

موجودہ حالات میں

ہندوستانی مسلمانوں کی از سر نو تعمیر و ترقی کے لیے

ایک جامع منصوبہ بندی: ضرورت اور پلان

مقالہ نگار

فاروق خاں مہائمی مصباحی



مولیٰ علی سنسکرت پریس



خانقاہ مارہرہ مطہرہ کے زیرِ انتظام
پیامِ برکات اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ
میں سال ۱۴۴۲ھ-2020ء کو مقالہ نویسی کا مسابقہ ہوا تھا،
جس میں زیرِ نظر مقالے کو پہلی پوزیشن حاصل ہوئی۔

موجودہ حالات میں
ہندوستانی مسلمانوں کی از سرِ نو تعمیر و ترقی کے لیے
ایک جامع منصوبہ بندی: ضرورت اور پلان

مقالہ نگار
فاروق خاں مہائمی مصباحی

ناشر
ناشر: مولاعلی ریسرچ سینٹر، مینارہ مسجد، ممبئی

فہرست مضامین

4	تاثر
6	کتاب کا آغاز
6	تعمیر و ترقی کے اہم ذرائع
7	مسلمانوں کی موجودہ تعلیمی حالت
10	معیشت میں مسلمانوں کی موجودہ حالت
11	زراعت
11	تجارت
12	ملازمت
13	سیاست
14	انجمن اسلام پلان
15	بیت المال پلان
16	ویب سائٹ اور اپیلی کیشن پلان
17	ریکارڈ دیسٹ پلان
18	ہیلپ لائن سینٹر پلان
19	اسکولز اور کالجس پلان

19	یونیورسٹیز، میڈیکل اور انجینئرنگ کالجز پلان
20	فضول خرچی بند پلان
20	غیر سودی قرض پلان
21	مرکزی و ضلعی دارالافتاء و دارالقضاء پلان
22	لائسریز پلان
22	سمر کلاسز اور ہفتہ واری کلاسز پلان
22	اصلاح مساجد پلان
23	اصلاح مدارس پلان
25	غیر مسلموں میں تبلیغ دین پلان
25	ووٹنگ کا پلان
25	سیاسی جماعت پلان
26	ٹی وی چینل یا یوٹیوب چینل پلان
27	الیکٹرانک اخبار پلان
28	ماہانہ و سالانہ میٹنگ پلان
29	انجمن کے دیگر فلاحی، رفاہی اور سماجی کام



ناشر گرامی

(حضرت مولانا ابوالفوا تو حید احمد طرابلسی حفظہ اللہ تعالیٰ)

حضرت مولانا مفتی فاروق مہائمی صاحب کا شمار جماعتِ اہل سنت کے اُبھرتے ہوئے قلم کاروں میں ہوتا ہے، جو اپنے منفرد اسلوبِ نگارش اور گہرے علمی پس منظر کی بدولت تیزی سے مقبول ہو رہے ہیں۔ آپ کا علمی اور فکری سفر مائتہ طالب علمی سے شروع ہوا تھا، جب لوح و قلم کے ساتھ آپ کی محبت نے آپ کو مختلف موضوعات پر لکھنے کے لیے متحرک کیا۔

مفتی صاحب کے قلم میں شگفتگی، روانی اور تاثیر کا امتزاج پایا جاتا ہے۔ جب وہ انشائی اسلوب میں لکھتے ہیں تو اُن کی تحریریں قاری کو اپنے سحر میں جکڑ لیتی ہیں۔ اُن کا اندازِ بیان نہایت دل نشین ہوتا ہے، جو پیچیدہ موضوعات کو بھی سہل انداز میں پیش کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اُن کی تحریروں میں الفاظ کا انتخاب اور جملوں کی ترتیب نہایت منفرد اور متاثر کن ہوتی ہے، جو قاری کو ابتدا سے انتہا تک باندھے رکھتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آپ کی تحریریں مختلف سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر بڑے پیمانے پر شائع ہوتی ہیں، جہاں اُنھیں قارئین کی جانب سے بے حد سراہا جاتا ہے۔ آپ کے

مضامین، مقالات اور انشائیے نہ صرف علمی حلقوں بلکہ عوام الناس میں بھی مقبول ہیں، جس کی ایک خاص وجہ یہ بھی ہے کہ آپ کا اندازِ بیان قارئین کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے اور اُن کے خیالات کو ایک نئی جہت دیتا ہے۔

زیرِ نظر مقالہ مارہرہ شریف میں منعقد انعامی مقابلے میں شرکت کے لیے لکھا گیا تھا، جسے ممتحن حضرات نے غور و خوض کے بعد ایک نمبر کی پوزیشن دی، درحقیقت یہ مقالہ اسی اعلیٰ معیار کے لائق ہے کہ اسے دیگر کے مقابلے میں اولیت دی جائے، اس مقالے کا اول نمبر پر آنا آپ کی علمی صلاحیتوں اور تحقیقی دلچسپی کا منہ بولتا ثبوت بھی ہے، اس کامیابی پر انھیں نہ صرف علمی حلقوں میں پذیرائی ملی، بلکہ اُن کی شخصیت ایک روشن مثال کے طور پر ابھری۔

مولاتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مفتی صاحب کا تحریری سفر یوں ہی علم و ادب کے میدان میں اپنی خدمات انجام دیتا رہے اور ہم سبھی مفتی صاحب کی تلاش کردہ نت نئی جہات سے مستفید ہوتے رہیں، آمین بجاہ سید المرسلین۔

ابوالفواذ تو حید احمد طرابلسی

استاذ جامعہ غوثیہ نجم العلوم

مرکزی ادارہ سنی دعوت اسلامی، ممبئی

موجودہ حالات میں ہندوستانی مسلمانوں کی ازسرنو تعمیر و ترقی کے لیے (ایک جامع منصوبہ بندی: ضرورت اور پلان)

۲۰۱۴ء کے بعد سے ایک نئے ہندوستان کی تشکیل دینے کی بھرپور کوشش کی جا رہی ہے اور جس حساب سے اس کی رفتار ہے، ایسا لگتا ہے کہ بہت جلد وہ نیا ہندوستان وجود میں آجائے گا۔ ایسے حالات میں مسلمانوں کی تعمیر و ترقی سے کہیں زیادہ مسلمانوں کے تحفظ و بقا کے بارے میں سوچنے اور اُس کے لیے نہایت اہم منصوبے بنانے کی ضرورت ہے۔ تاہم اگر مسلمان اپنے تحفظ و بقا کو مستحکم کر لیتے ہیں تو اس مقالے میں دیے گئے پلان اور منصوبہ بندی کے تحت اُن کی تعمیر و ترقی کی راہیں ہموار ہو سکتی ہیں؛ مگر شرط یہ ہے کہ اُنھیں پڑھ کر ہواؤں میں اڑانے کی بجائے اُن پر عمل کیا جائے۔ آئیے سب سے پہلے یہ جاننے کی کوشش کریں کہ اس منصوبہ بندی کی ضرورت کیوں ہے:

تعمیر و ترقی کے اہم ذرائع:

کسی بھی قوم کی تعمیر و ترقی کے لیے جو تین سب سے اہم ذرائع ہیں، وہ یہ ہیں:

(۱) تعلیم

(۲) معیشت و تجارت

(۳) سیاست

یہ تینوں ذرائع ایک دوسرے سے ریلیٹیڈ ہیں؛ لیکن اگر ہم ان تینوں میں سے سب سے اہم ذریعے کی بات کریں تو وہ ہے تعلیم؛ کیوں کہ تعلیم ہی کے ذریعے سے اگلے دونوں ذرائع میں بہتری اور تبدیلی لائی جاسکتی۔

آنے والے سطور میں ہم انھی تینوں ذرائع پر بحث کرتے ہوئے یہ بتانے کی کوشش کریں گے کہ ان تینوں فیلڈ میں مسلمانوں کی موجودہ حالت کیا ہے؟ اور وہ کون سے طریقے ہیں جنہیں اپنا کر مسلمانوں کی تعمیر و ترقی کی راہیں ہموار کی جاسکتی ہیں:

مسلمانوں کی موجودہ تعلیمی حالت:

آئیے سرکاری اور غیر سرکاری اعداد شمار کے مطابق یہ جاننے کی کوشش کریں کہ مسلمانوں کی موجودہ تعلیمی حالت کس نہج کی ہے:

۲۰۰۱ء کی مردم شماری کے حساب سے، اُس وقت ہندوستان میں مسلمانوں کی کل آبادی ۳۷۳ فی صد تھی، یعنی ۱۳ کروڑ ۸۰ لاکھ۔ جس میں ۵۹ء۸ فی صد لوگ تعلیم یافتہ تھے یعنی کسی بھی زبان میں لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔

(مردم شماری: مذہب، ۲۰۰۱)

حکومت ہند کے ایما پر سچر کمیٹی نے ۲۰۰۶ء میں ایک رپورٹ تیاری کی تھی جس

کے مطابق مسلمانوں کی ۶۳ فی صد آبادی گریجویٹ تھی۔ ڈپلوما اور سرٹیفکیٹ پانے والوں کی تعداد ۶۸ فی صد تھی۔ یعنی ”سچر کمیٹی“ کی رپورٹ کے اعتبار سے مسلمانوں کی اُس وقت کی تعلیمی حالت ST اور SC سے بھی بدتر تھی؛ کیوں کہ اس وقت ان کی ۸۳ فی صد آبادی گریجویٹ تھی اور ۱۰۲ فی صد آبادی ڈپلوما اور سرٹیفکیٹ پانے والی تھی۔ اعلیٰ تعلیمی اداروں میں مسلمانوں کا تناسب اس طرح تھا:

پی ایچ ڈی میں ۴۲ فی صد، پوسٹ گریجویٹ (PG) میں ۴۲ فی صد، انڈر گریجویٹ (UG) میں ۷۱ فی صد۔ جب کہ ۳ سے ۴ فی صد آبادی مدارس میں زیر تعلیم تھی۔

(سچر کمیٹی رپورٹ، ۲۰۰۶ء، ص: ۶۴، ۶۸، ۶۹)

۲۰۱۱ء کی مردم شماری کے حساب سے ہندوستان میں مسلمانوں کی کل آبادی ۱۴۲ فی صد یعنی ۱ کروڑ تھی، جس میں سے ۵۷۳ فی صد لوگ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ جب کہ عیسائیوں کی ۷۳ فی صد، بدھستوں کی ۸۱ فی صد اور ہندوؤں کی ۶۳ فی صد آبادی لکھنے پڑھنے سے واقف تھی۔

(مردم شماری: مذہب، ۲۰۱۱ء)

اس اعتبار سے دیکھا جائے تو مسلمانوں کی آبادی کا ۷۳ فی صد طبقہ اُس وقت اُن پڑھتھا؛ بلفظ دیگر ہندوستان میں سب سے زیادہ اُن پڑھتھ قوم، مسلمان تھی۔

MHRD منسٹری آف ہیومن ریسورس ڈیولپمنٹ کی (۲۰۰۹ء-۲۰۱۰ء) کی رپورٹ کے مطابق اعلیٰ تعلیم میں مسلمانوں کی نمائندگی ۱۱ فی صد تھی۔ جب کہ یہ

نمائندگی دیہاتوں میں صرف ۷۶ فی صد تھی۔

(انڈین ایکسپریس، ۱ ستمبر ۲۰۱۶ء)

AISHE آل انڈیا سروے آف ہائر ایجوکیشن کی ۲۰۱۵ء کی رپورٹ کے

مطابق اعلیٰ تعلیم میں مسلمانوں کی شرح ۷۶ فی صد ہے۔

(AISHE آل انڈیا سروے آف ہائر ایجوکیشن ۲۰۱۵ء)

رجت دتا (@rajatdutta13) کی تحقیق کے مطابق جو انھوں نے ۲۳ ر

اپریل ۲۰۲۰ء کو ٹویٹ کیا تھا:

اعلیٰ تعلیم میں مسلمانوں کا تناسب ۲۳ء فی صد ہے۔

قطع نظر اس سے کہ یہ اعداد و شمار اکٹھا کرنے والے اپنے کام میں دیانت دار ہیں یا نہیں، اتنی بات تو بالکل صاف ہے کہ ہندوستانی مسلمان دوسرے مذاہب کی بہ نسبت تعلیمی میدان میں بہت زیادہ پیچھے ہیں۔ ان کی اس پس ماندگی کے بہت سے

اسباب ہیں۔

مثلاً:

❁ بہت سے مسلمان ذہنی طور پر مفلوج ہیں۔

❁ بہت سے مسلمان دینی اور دنیاوی دونوں تعلیم کو اہمیت نہیں دیتے۔

❁ بہت سے مسلمان یہ سوچ کر بیچ میں ہی تعلیم چھوڑ دیتے ہیں کہ تعلیم کسب

معاش کا ذریعہ ہے اور ہمیں اچھی نوکری ملے گی نہیں۔

❁ بہت سے مسلمان روزگار سے محروم ہیں اور بہت سے مسلمان صرف اتنا

کما پاتے ہیں کہ اس سے ان کے گھر، دو وقت کی روٹی بمشکل پک پاتی ہے، نتیجہً ایسے مسلمانوں کے بچے تعلیم سے محروم رہ جاتے ہیں۔

❁ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مسلم اکثریت والے علاقوں میں معیاری اداروں کا فقدان ہے۔

❁ بہت سے مسلمان اس سوتیلے برتاؤ سے بھی مایوس ہو کر تعلیم سے کنارہ کشی اختیار کر لیتے ہیں، جو ان کے ساتھ وطن عزیز میں کیا جاتا ہے۔

معیشت میں مسلمانوں کی موجودہ حالت:

کسی قوم کی ترقی کے لیے دوسرا سب سے بڑا ذریعہ یہ ہے کہ اُس قوم کی معاشی حالت بہتر ہو؛ کیوں کہ اس وقت پوری دنیا میں سرمایہ دارانہ اقتصادی نظام رائج ہے، یعنی جو قوم یا جو ملک جتنا زیادہ مال دار ہے وہ اتنا زیادہ ترقی پزیر ہے۔

مگر ہم ہندوستانی مسلمانوں کی معاشی حالت پر نظر کرتے ہیں تو ہمیں یہاں بھی خاطر خواہ نتائج نظر نہیں آتے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ معاشی حالت بحال کرنے کے تین ذرائع ہیں:

(۱) زراعت

(۲) تجارت

(۳) ملازمت۔

اور مسلمان ان تینوں فیلڈ میں لڑکھڑاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

زراعت:

مسلمانوں کی ۶۵ فی صد آبادی کا ذریعہ معاش زراعت ہے اور مسلمانوں کی اکثریت زمین داری سے محروم ہے، جس کی وجہ سے وہ بٹائی پر زمین لے کر کھیتی کرتی ہے اور بمشکل اتنا اناج ہی اکھٹا کر پاتی ہے کہ کسی طرح اُس کا گزر بسر ہو سکے۔ پھر مسلمانوں کی ۸۰ فی صد آبادی اُن صوبوں میں رہتی ہے جہاں کی زمینیں آج تک زراعتی ترقی سے محروم ہیں۔

(ملخصاً، سال نامہ: اہل سنت کی آواز، خصوصی شمارہ مسلم مسائل: ۲۰۱۷ء، ص: ۷۶)

تجارت:

ایک بڑے تجارت کے لیے بڑی رقم کی ضرورت ہوتی ہے، اور بڑی رقم بینکوں اور سرمایہ فراہم کرنے والے اداروں سے حاصل ہوتی، ان بینکوں اور اداروں میں مسلمانوں کی حصے داری نہ کے برابر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسی بڑی تجارت جن کی سالانہ آمدنی ۱۰۰ کروڑ یا اُس سے زائد ہے، مسلمانوں کا اُس میں محض ایک فی صد یا اُس سے بھی کم تناسب ہے۔ اگرچہ پچھلے تین چار دہائیوں میں مسلمانوں نے تجارت میں پیش رفت کی ہے، مگر یہ آکڑے فرحت بخش نہیں ہیں۔

(ایضاً، ص: ۷۶-۷۷)

دوسری طرف مسلمانوں کی اکثر آبادی غریب ہے۔ ایسے مسلمان، اگر تجارت کریں تو کریں کیسے، کوئی انھیں قرض نہیں دیتا، اگر وہ بینک سے قرض لیتے ہیں تو جتنا

کماتے ہیں اتنا یا اس سے زیادہ انھیں سودا کرنا پڑتا ہے، اور خدا نہ خواستہ اگر ان کی تجارت سکسيز اور کامياب نہ ہو، تو انھیں اُن پر اپريٹيز سے بھی ہاتھ دھونا پڑ جاتا ہے جو اُن کی کل جمع پونجی ہوتی ہے۔

ملازمت:

اچھی ملازمت اور اچھی نوکری کے لیے اچھی ڈگری کا ہونا بہت ضروری ہے، پچھلے صفحے پر آپ نے مسلمانوں کا تعلیمی گراف دیکھ لیا ہے، جس سے یہ اندازہ لگانا بالکل دشوار نہیں کہ اُن کا ملازمت میں گراف کیا ہوگا۔

یہی وجہ ہے کہ جو مسلمان تجارت نہیں کرتے وہ کوئی معمولی نوکری یا مزدوری کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ چنانچہ آج مسلمانوں کا ایک کثیر طبقہ ola یا uber میں ڈرائیونگ کرتے ہوئے یا ہوٹلوں میں ویٹنگ کرتے ہوئے یا ڈیلیوری بوائے یا سیلز مین (Salesman) کی نوکری کرتے ہوئے دکھائی دیتا ہے۔ اور بہت سے ایسے بھی ہوتے ہیں جو مارے مارے پھرتے ہیں؛ مگر انھیں کوئی نوکری دینے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔

سرکاری ملازمتیں، تعلیم یافتہ متوسط طبقے کو آگے بڑھانے کے لیے بہت ہی اہم ذریعہ ہوتی ہے، اور یہی متوسط طبقہ کسی قوم کو خوش حال اور مستحکم بنانے میں کلیدی رول ادا کرتا ہے۔ لیکن جب ہم اس طرف نظر کرتے ہیں تو ہمیں یہاں بھی مایوسی ہی ہاتھ آتی ہے۔

چناں چہ سرکاری آکڑے ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کی حصے داری ایک فی صد سے پانچ فی صد رہی ہے۔ سرکاری انتظامیہ کی اعلیٰ ترین نوکریاں مثلاً: آئی اے ایس اور آئی پی ایس یا فوج میں مسلمانوں کی حصے داری ایک فی صد سے تین فی صد ہے۔ اور نچلے درجے کی نوکریوں میں یہ تناسب بڑھ کر ۵ فی صد تک پہنچ جاتا ہے۔

(ایضاً: ۷۷)

سیاست:

کسی قوم کی تعمیر و ترقی کا تیسرا اہم ذریعہ سیاست ہے۔ سیاست میں بھی مسلمانوں کی حالت انتہائی افسوس ناک ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ ۲۰۱۹ء کے ۱۷ ویں لوک سبھا الیکشن میں ۵۴۳ سیٹوں میں سے صرف ۲۷ مسلمان ہی ایم پی منتخب ہوئے ہیں۔ جو کہ ۵ فی صد سے بھی کم ہے۔ جب کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی آبادی ۱۴.۲ فی صد (۲۰۱۱ء مردم شماری) کے اعتبار سے کم سے کم ۷۰ فی ایم پی تو منتخب ہونا ہی چاہیے تھے۔

اگرچہ ۱۶ ویں لوک سبھا الیکشن ۲۰۱۴ء کی بہ نسبت اس الیکشن میں کچھ اضافہ ضرور ہوا ہے۔ کیوں کہ ۲۰۱۴ء میں صرف ۲۳ مسلمان ایم پی ہی منتخب ہوئے تھے۔ مگر یہ اضافہ براے نام ہی ہے۔

ادھر ودھان سبھا میں بھی مسلمان ممبران کا تناسب ان کے صوبائی فی صد کے اعتبار سے بہت کم ہے۔ مثال کے طور پر جموں و کشمیر کو چھوڑ کر مسلمانوں کی اکثریتی

آبادی والے پانچ صوبوں کا رزلٹ کچھ اس طرح ہے:

(مسلم اکثریتی صوبوں میں MLAs کا تناسب، رجسٹرڈ وٹ کے ٹوٹر کاؤنٹ [@rajatdutta13] سے)

مسلم اکثریتی صوبے	مسلم آبادی کا تناسب	مسلم ایم ایل اے	غیر مسلم ایم ایل اے
آسام	۳۴.۲۰%	۲۳.۶۸%	۷.۶۲%
مغربی بنگال	۳۴.۲۰%	۲۰.۶۰%	۸.۶۰%
کیرالہ	۲۶.۵۰%	۲۰.۶۷%	۷.۶۳%
اتر پردیش	۱۹.۳۰%	۵.۶۷%	۹.۶۳%
بہار	۱۶.۹۰%	۹.۶۹%	۹.۶۲%

کیا یہ آکرٹے کسی جامع اور ٹھوس منصوبہ بندی کا مطالبہ نہیں کرتے؟ ضرور کرتے ہیں، تو اب آئیے مسلمانوں کی از سر نو تعمیر و ترقی کے لیے منصوبے اور پلان بنائیں:

انجمن اسلام پلان:

سب سے پہلے ہندوستانی سطح پر مسلمانوں کی ایک انجمن تیار کی جائے جن کے سپرد مسلمانوں کی تعمیری و ترقی کی ذمہ داری ہو۔ انجمن کے ہر فرد کا انتخاب انتہائی

غور و خوض کے ساتھ ہو۔ ہر ضلع اور ضلع کے ہر شہر و دیہات سے انجمن کے لیے مخلص علماے کرام اور مخلص دانشوروں کو ہی چنا جائے اور انھیں ان کے کام کا بھرپور معاوضہ بھی دیا جائے؛ کوئی بھی کام بغیر معاوضے کے نہ کرایا جائے۔

یاد رکھیں ممبران کا مخلص ہونا انتہائی ضروری ہے، ورنہ سارے پلان چوپٹ ہو جائیں گے اور کوئی بھی کام صحیح ڈھنگ سے نہیں ہو پائے گا۔ سبھی ممبران، سیرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بار بار مطالعہ کر لیں؛ تاکہ ان کے سامنے اُن جیسا خلوص اور اُن جیسا کام کرنے کا طریقہ بطور آئیڈیل و نمونہ موجود رہے۔

انجمن کے ممبران ہر مسلمان کو اسلام کی نظر سے دیکھیں؛ تعلق و رشتہ داری، ذات پات، رنگ و نسل، ضلع و صوبہ، مسلک و مشرب، غرض کہ کسی بھی اعتبار سے کسی کے ساتھ کوئی امتیاز نہ رکھیں۔ اور حیلہ شرعی کر کے انجمن کا فنڈ اپنے لیے ہرگز استعمال نہ کریں۔

بیت المال پلان:

انجمن سب سے پہلے ایک بیت المال بنائے؛ کیوں کہ جب تک فنڈ جمع نہیں ہوگا کوئی بھی فلاحی ورفاہی کام نہیں ہو سکتا۔

اس بیت المال میں فنڈ جمع کرنے کے لیے چند طریقے اپنائے جاسکتے ہیں:

❁ انجمن، مسلمانوں کے ہر گھر کو ماہانہ سو روپے دینے کی ذمہ داری دے۔ جس علاقے سے جو رقم حاصل ہو، اُسی علاقے کے اکاؤنٹ میں جمع ہو اور اسی علاقے کے لوگوں پر صرف ہو۔

❁ ہر صاحبِ زکاۃ کم از کم اپنی زکاۃ کا آٹھواں حصہ ضرور بیت المال کو دے۔
بیت المال میں یہ روپے علاحدہ رکھیں جائیں اور علمائے کرام سے دریافت کر کے شرعی طور پر صرف کیے جائیں۔

❁ باہمت اور اہل ثروت مسلمانوں سے بیت المال کے لیے گراں قدر چندے وصول کیے جائیں؛ ہو سکے تو ان کے لیے بھی کچھ ماہانہ رقم متعین کر دی جائے۔

❁ اس طرح کے ادارے اور این جی اوز (NGOs) کو حکومت بھی فنڈ دیتی ہے، دانشوروں سے بات کر کے حکومتی امداد بھی حاصل کی جاسکتی ہے؛ جب کہ ایسا کرنا مصلحت کے خلاف نہ ہو۔

❁ انجمن کے ویب سائٹ اور ایپلی کیشن میں یہ آپشن بھی ہو کہ جو آن لائن رقم جمع کرنا چاہے وہ آن لائن رقم بھی جمع کر سکے۔

ویب سائٹ اور ایپلی کیشن پلان:

انجمن کا ایک ویب پیج اور ایک ایپلی کیشن بنائیں، اس میں انجمن کی ڈیٹیل اور انجمن کے اغراض و مقاصد کا بیان ہو۔ کچھ اہم اغراض و مقاصد جس کے نشر کرنے سے کسی طرح کی دقت آسکتی ہو یا خلاف مصلحت ہو، تو انہیں نشر نہ کیا جائے۔ ان کے جان کار صرف اور صرف ممبران ہی ہوں۔

ایپلی کیشن کو کم ایم بی میں اینڈ رائڈ اور آئی فون دونوں کے لیے بنائیں اور اتنا کار گار و مفید بنائیں کہ ہر مسلمان اسے انسٹال کرنا ضروری سمجھے۔

مثلاً:

✽ اس میں عقائد، دینی مسائل، معاشی و سیاسی معاملات پر، پی ڈی ایف کتابیں، مضامین اور ویڈیوز ہوں۔

✽ پوری دنیا کی نماز کے اوقات، قبلہ نما، عیسوی و ہجری کیلینڈر، قرآن کی تلاوت مع ترجمہ، کنز الایمان، تسبیح، نماز سائلیٹ موڈ وغیرہ موجود ہوں۔

✽ اسی ویب پیج اور اپیلی کیشن کے ذریعے انجمن مسلمانوں کو ضروری ہدایات بھی دیتی رہے۔

✽ ہر ممبر کے لیے اپیلی کیشن انسٹال کرنا لازم و ضروری ہو۔ اپیلی کیشن میں ممبران اور عوام کے لاگ ان (login) کرنے کا آپشن الگ الگ ہو۔

ریکارڈ ویسٹ پلان:

انجمن کے ریکارڈ میں انڈیا کے تمام مساجد، مدارس اور درگاہوں کا ریکارڈ ہو۔ اس کے لیے انجمن ایک فارم بنائے، جس میں مسجد، مدرسے اور درگاہ کا نام و پتہ، امام، پرنسپل، سجادہ نشین، اور ہیڈ ٹرسٹی کا نام و پتہ، ای میل آئی ڈی اور واٹس ایپ نمبر لکھنے کا آپشن ہو۔ یہ فارم مذکورہ سبھی جگہوں پر بھیج دیا جائے، اہل مدارس و مساجد و خانقاہ اسے فیل کر کے انجمن کو ارسال کریں۔

بلکہ بہتر یہ ہے کہ یہ کام آن لائن فارم کے ذریعے سے کیا جائے، کیوں کہ آن لائن چیز کا جمع کرنا آسان ہے۔ ہاں! انجمن مزید احتیاط کے لیے ان کی ہارڈ کاپی بھی

اپنے صدر دفتر میں رکھ لے۔

یہ کام انتہائی ضروری ہے، ایسا کرنے سے مسلمانوں کی سبھی اہم شخصیات سے کونٹیکٹ (Contact) رہے گا اور سارے مذہبی مقامات پر انجمن کا پیغام یک بارگی بہت ہی آسانی سے پہنچ جائے گا۔ ایسا کرنے سے ہنگامی صورت حال میں ضروری تدابیر کرنا بھی آسان ہوگا۔ اس ریکارڈ کو عوام میں نشر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

ہیلپ لائن سینٹر پلان:

انجمن کی طرف سے ایک ہیلپ لائن سینٹر قائم کیا جائے۔ تعلیم، معیشت اور سیاست میں سے ہر فیلڈ کے الگ الگ ماہرین کو اس کی ذمہ داری دی جائے۔ اس ہیلپ لائن سینٹر کی سیوا ۲۴ گھنٹے اوپل ایبل (available) رہے۔

انجمن اپنا ہیلپ لائن نمبر اپنے ویب پیج، ایپلی کیشن اور سوشل میڈیا پر نشر کرے؛ تاکہ ہر مسلمان کے لیے یہ گنجائش ہو کہ وہ ڈائریکٹ، ہیلپ لائن سینٹر کے ماہرین سے، اپنی تعلیمی، معاشی، سیاسی معاملات میں، براہ راست مشورہ لے سکے۔ ماہرین، اُس کے مناسب حال، اسے بہترین مشورہ دیں۔

اگر ماہرین یہ محسوس کریں کہ فلاں مسلمان کو تعلیمی، معاشی، سیاسی یا دیگر ضروریات زندگی میں کسی چیز کی ضرورت ہے، تو وہ انجمن سے اُس مسلمان کی سفارش کریں۔ پھر انجمن، بیت المال کے فنڈ سے اس مسلمان کی ضروری امداد کرے۔

اسکولز اور کالجز پلان:

ممبران، ضلع ضلع، شہر شہر، قریہ قریہ دورہ کریں، جہاں اسکول قائم کرنا مناسب سمجھیں، وہاں معیاری اسکول قائم کریں، جہاں کالج قائم کرنے کی ضرورت ہو وہاں معیاری کالج قائم کریں، اس قیام میں بیت المال کے فنڈ کا استعمال کریں، اور ضرورت محسوس کریں تو اس علاقے کے مسلمانوں سے چندہ بھی وصول کریں۔

ان اسکولز اور کالجز میں مفت تعلیم ہر گز نہ ہو؛ بلکہ اس علاقے کے حساب سے فیس رکھی جائے؛ کیوں کہ دیکھا بھی گیا ہے کہ مفت مال کی قدر نہیں کی جاتی۔ ہاں! اگر کچھ انتہائی غریب طلبہ ہو تو ان کی فیس معاف کر دیں اور فیس کی رقم کسی مال دار سے، بطور ایصال ثواب وصول کر لیں؛ تاکہ اسکولز اور کالجز کے فنڈ میں کمی نہ آئے۔ اس فنڈ سے اسکولز اور کالجز ہی کا انتظام کریں۔

اساتذہ اور دیگر ملازمین کی تنخواہیں بھی اسی فنڈ سے ادا کریں۔

یونیورسٹیز، میڈیکل اور انجینئرنگ کالجز پلان:

انجمن کی یہ کوشش ہو کہ جتنی جلدی ہو سکے سرکار کی مدد کے ساتھ، ایک عظیم یونیورسٹی اور چند میڈیکل و انجینئرنگ کالجز قائم کر لے۔ تعلیم مفت نہ رہے؛ لیکن نادار و غریب طلبہ کے لیے فیس معاف کرنے کا بھی آپشن ہو۔

فضول خرچی بینڈ پلان:

انجمن کی طرف سے مفکرین کی ایک ٹیم تیار کریں، جن کا کام تحریر و تقریر و تبلیغ کے ذریعے مسلمانوں کی ذہن سازی کرنا ہو۔ یہ ٹیم، جتنی جلدی ہو سکے مسلمانوں کے دماغ میں یہ بات بٹھانے کی کوشش کرے کہ فضول خرچی سے حتی الامکان بچا جائے؛ شادی بیاہ، بزرگوں کے اعراس، جلسہ و جلوس، تعزیہ داری وغیرہ میں جو فضول خرچی ہوتی ہے، اُن پر مکمل کنٹرول کرنے کی کوشش کی جائے، جو نہ مانیں ان کے خلاف سماجی چارہ جوئی کی جائے۔ اگر صرف ایک سال کی ان فضول خرچیوں کو جمع کر لیا جائے تو ایک یونیورسٹی آرام سے قائم کی جاسکتی ہے۔

مسلمان اپنی ضروریات کو کم کریں اور جو رقم بچے اس سے اپنی اولاد کی تعلیمی حالت اور اپنی معاشی حالت کو درست کریں۔

غیر سودی قرض پلان:

انجمن کی طرف سے مسلمانوں کے لیے یہ بھی سہولت ہو کہ وہ اپنے بچوں کے تعلیمی امور، اپنے کاروبار و تجارت یا دیگر ضروری معاملات کے لیے بیت المال سے غیر سودی قرض لے سکیں۔ بیت المال انھیں غیر سودی قرض دے اور قرض کی وصولیابی کے لیے ان کی جائیداد مکفول کر کے، اُن کی طاقت و استعداد کے مطابق، ایسی قسطیں متعین کر دے جسے وہ آسانی سے ادا کر سکیں۔ ساتھ ہی ساتھ اُن کے خرچ اور مصارف کو بھی متعین کر دے؛ تاکہ وہ فضول خرچی سے بچتے ہوئے، جتنی جلدی ہو

سکے بیت المال کو اس کا قرض واپس کر دیں۔ جب اُن کا قرض ادا ہو جائے اُن کی جائیداد انھیں واپس کر دی جائے۔

مسلمانوں کی کثیر تعداد ایسی بھی ہے جن کی جائیداد بینکوں یا قرض دہندہ اداروں میں گروی پڑی ہیں۔ قرض پر سود کی مقدار زیادہ ہو جانے کی وجہ سے، اس کا ادا کرنا ان کے لیے انتہائی دشوار ہو چکا ہے۔ بیت المال ایسے مسلمانوں کا قرض ادا کرے اور ان کی جائیداد مکفول کر لے اور اُس جائیداد سے ایسی قسطیں مقرر کر کے قرض وصول کر لے، جن کا ادا کرنا، ناقابلِ برداشت نہ ہو۔ ساتھ ہی ان کے مصارف و خرچ بھی متعین کر دے؛ تاکہ وہ جلد از جلد بیت المال کو قرض لوٹا دیں۔

مرکزی و ضلعی دارالافتاء و دارالقضاء پلان:

انجمن کی طرف سے ایک مرکزی دارالافتاء و دارالقضاء قائم ہو۔ اگر پہلے سے ہی کوئی مرکزی دارالافتاء و دارالقضاء موجود ہو، تو انجمن اس سے رابطہ کر کے مرکزی دارالافتاء و دارالقضاء کی ذمہ داری اس کے سپرد کر دے۔ پھر اُس مرکزی دارالافتاء و دارالقضاء کے ماتحت ہر ضلع میں ایک دارالافتاء و دارالقضاء قائم کیا جائے۔ ان ضلعی دارالافتاء و القضاء کا کام، مسلمانوں کی روزمرہ کی زندگی کے بارے میں فتویٰ دینا یا فیصلہ کرنا ہو۔ یہ کسی ایسے اہم مسئلے کو ہاتھ نہ لگائیں جس کا تعلق جملہ مسلمانوں سے ہو؛ بلکہ اُسے مرکزی دارالافتاء و القضاء کی طرف ٹرانسفر کر دیں۔ یہ ساری خدمات آن لائن بھی دستیاب ہوں۔

لائبریریز پلان:

ہر ضلع میں انجمن کی طرف سے ایک مرکزی لائبریری ہو، جس میں عقائد و احکام کے ساتھ ساتھ فکری عناوین پر بھی کتابیں موجود ہوں۔ کتابیں عربی، اردو، انگلش اور ہندی کے علاوہ اس علاقے کی زبان میں بھی ہوں۔ ہفت روزہ، پندرہ روزہ، ماہ نامہ غرض کہ ہر طرح کے رسالے فراہم کیے جائیں۔ علاقے کی زبان کے ساتھ ساتھ انگلش، اردو اور ہندی میں بھی روزانہ پابندی کے ساتھ اخبار آئے۔

شہر و دیہات کی ہر مسجد میں بھی ایک چھوٹی سی لائبریری یا کتابوں کی کچھ الماریاں ہوں، جس میں عقائد و احکام اور فکری عناوین پر کتابیں موجود ہوں۔

سمر کلاسز اور ہفتہ واری کلاسز پلان:

✽ انجمن کے ممبران، نوجوان نسل کو خود سے قریب کریں اور ان میں دینی سمجھ بوجھ کی لیاقت و صلاحیت پیدا کریں، اس کے لیے ہفتہ واری دینی کلاسز کا اہتمام کریں۔

✽ گرمی کی چھٹیوں میں سمر کلاسز کا اہتمام کریں۔

✽ جونو جوان کلاس جوائن نہ کر سکتے ہوں، اُن کے لیے آن لائن کلاسز کا

اہتمام ہو۔

اصلاح مساجد پلان:

✽ انجمن، مساجد کے ٹرسٹیوں سے رابطہ کر کے ائمہ و مؤذن اور مساجد کے دیگر

ملازمین کی تنخواہیں اتنی بڑھوائے کہ وہ آسانی سے اپنا گزر بسر کر سکیں؛ بلکہ کچھ بچا بھی سکیں۔

✽ مساجد کے ٹرسٹیوں کی بھی ووٹنگ ہو؛ تاکہ وہ اپنی کرسی برقرار رکھنے کے لیے اپنا کام ذمہ داری سے کریں اور جو نالائق ہو اُسے برطرف کیا جاسکے۔

✽ انجمن، ہر مسجد کے امام کو بامعاوضہ یہ ذمہ داری دے کہ وہ وہاں کے بوڑھوں، نوجوانوں اور بچوں کو بنیادی دینی تعلیم سے آراستہ کریں۔ اگر اس کام کے لیے اور لوگوں کی ضرورت پڑے تو ان کا انتظام بھی کرے۔ اسی طرح خواتین کے لیے بھی بنیادی دینی تعلیم کا انتظام کرے۔

✽ انجمن کی حالات حاضرہ پر گہری نظر ہو اور اس کی طرف سے ہر ہفتے بدھ کے دن مسجد میں تقریر و خطابت کے لیے عنوان دیا جائے۔ ہو سکے تو علما کی ٹیم سے بامعاوضہ خطبات لکھوا کر مساجد کے ائمہ کو ارسال کریں۔ اس کے لیے ویب پیج اور اپیلی کیشن کا استعمال کریں۔

اصلاحِ مدارس پلان:

✽ انجمن، مدارس کے ٹرسٹیوں سے رابطہ کر کے اساتذہ اور مدارس کے دیگر ملازمین کی تنخواہیں اتنی بڑھوائے کہ وہ آسانی سے اپنا گزر بسر کر سکیں، بلکہ کچھ بچا سکیں۔

✽ مدارس کے ٹرسٹیوں کی بھی ووٹنگ ہو؛ تاکہ وہ اپنی کرسی برقرار رکھنے کے

لیے اپنا کام ذمہ داری سے کریں اور جو نالائق ہو اُسے برطرف کیا جاسکے۔

✽ انجمن، خود اپنے ممبران کی اور دیگر مفکرانِ اسلام کی ایک میٹنگ لے اور انتہائی غور و خوض کے بعد، مدارس کا نصاب، اپ ٹو ڈیٹ کرے۔ عربی گرامر اور دینی فنون کے علاوہ کمپیوٹر، سائنس، تاریخ، جغرافیہ، شہریت، معیشت، سیاست جیسے اہم موضوعات پر کتابیں داخل نصاب کرے۔

✽ طلبہ کو تعلیم کے ساتھ ساتھ کچھ ہنر بھی ضرور سکھائیں؛ تاکہ تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی معاشی حالت بھی درست ہو اور وہ سیٹھوں کے سامنے دست داری اور ان کی جھوٹی چالپوسی کرنے کی ذلت سے خود کو محفوظ رکھ سکیں۔

✽ مدارس دو کیٹیگری کے ہوں:

(۱) پہلی کیٹیگری میں محض تین سالہ کورس رکھیں، جس میں طلبہ کو اسلام کی بنیادی باتوں کا جان کار بنا کر انھیں روزی روٹی سے جوڑ دیا جائے۔

(۲) دوسری کیٹیگری میں باقاعدہ عالمیت، فضیلت اور تخصص تک کی تعلیم ہو۔

مدارس، مساجد اور دارالافتاء کی ذمہ داری انھی فارغین کو دی جائے۔

✽ انجمن، سبھی مدارس میں ایک ہی نصاب لاگو کروائے؛ اگر کام چور مدرسین آنا کافی کریں تو ان کا علاج بھی کرے۔ جو مدارس، اس نصاب کا بوجھ برداشت نہ کر سکیں؛ انجمن، انھیں پہلی کیٹیگری میں کر دے۔

✽ فقہ و افتاء میں تخصص کرانے کے ساتھ ساتھ، حدیث، ادب، قرأت، معیشت و سیاست میں بھی تخصص کروائیں۔

✽ مدارس کے طلبہ کے لیے جم خانے بھی بنوائے جائیں اور انھیں، کشتی، کراٹے اور مارشل آرٹ کی بھی ٹریننگ دی جائے۔

غیر مسلموں میں تبلیغ دین پلان:

انجمن کی طرف سے ایسے ماہر اور تبلیغ کے اصولوں سے واقف کار افراد بھی متعین ہوں، جو غیر مسلموں میں جا کر تبلیغ دین اسلام کی ذمہ داری نبھاسکیں۔ فیلڈ میں جانے سے پہلے، مبلغین کو خوب اچھی طرح سے ٹریننگ دی جائے۔

ووٹنگ کا پلان:

انجمن کے ممبران الیکشن پر بھی نظر رکھیں اور جس امیدوار کو مسلمانوں کے حق میں خیر خواہ سمجھیں، مسلمانوں کو، انھی امیدواروں کو ووٹ دینے کی تلقین کریں؛ تاکہ مسلمانوں کا ووٹ بٹنے نہ پائے۔ کوئی بھی عالم یا مذہبی شخصیت، انجمن کی اجازت کے بغیر کسی بھی پارٹی یا کسی بھی امیدوار کی حمایت کا اعلان نہ کرے۔ اگر کوئی امیدوار مسلمانوں کا ووٹ خریدنے کی کوشش کرے تو اس کے خلاف قانونی کارروائی کریں۔

سیاسی جماعت پلان:

جمہوری ملک میں صرف مسلمانوں کی سیاسی جماعت قائم کرنا خلاف مصلحت ہے، اس لیے دیگر مذاہب کے انصاف پسند لوگوں کے ساتھ مل کر، انجمن ایک سیاسی

جماعت بھی بنائے، اور مسلمانوں کے انتہائی تعلیم یافتہ، دوراندیش اور مخلص افراد جو سیاست کے داؤ پیچ سے واقف ہوں، انہی کو اس جماعت میں شامل کیا جائے اور انہی کو الیکشن میں کھڑے ہونے کی اجازت دی جائے۔

جن اسٹوڈنٹس (Students) کا ذہن سیاسی باتوں کو سمجھ پاتا ہے، جو سیاست میں دل چسپی رکھتے ہیں، اُن اسٹوڈنٹس کی شروع سے ہی سیاسی تربیت کی جائے۔ اُن کے لیے بشمول سیاسی کتابوں کے وہ ساری چیزیں مہیا کرائی جائیں جن سے اُن کی سیاسی فکر بلند ہو۔ ساتھ ہی اُن کے دل و دماغ میں قوم کی محبت، قوم کے لیے کچھ کر گزرنے کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھر دیا جائے، ایسے طلبہ جب بڑے ہو کر پارلیمنٹ میں بیٹھیں گے تو وہ اپنی قوم کو کبھی شرمندہ ہونے نہیں دیں گے۔

ٹی وی چینل یا یوٹیوب چینل پلان:

انجمن ایک شرعی ٹی وی چینل لانچ کرے، جس سے مسلمانوں کی دینی و دنیاوی تربیت کرے:

✿ مسلمانوں کی ذہن سازی کر کے ان میں اخوت و محبت اور بھائی چارگی کو پروان چڑھایا جائے۔

✿ دن میں دو وقت نیوز بھی نشر کی جائے اور وہ ساری باتیں بھی بتائی جائیں جسے گودی میڈیا نہیں بتاتی۔

✿ مسلمانوں کے ساتھ کوئی بھی حادثہ پیش آئے، نیوز میں اس کی تحقیقی رپورٹ

پیش کی جائے، ورنہ ایسا دیکھا گیا ہے کہ غلط خبریں سن کر مسلمان جذباتی ہو گئے ہیں، اور پھر وہ سب کیا ہے جو انھیں نہیں کرنا چاہیے تھا۔

✽ اس چینل کا ایک مقصد مسلمانوں میں عشقِ رسالت کی شمع جلانا اور ناموس رسالت پر مر مٹنے کا جذبہ پیدا کرنا بھی ہو۔

✽ جب تک ٹی وی چینل لانچ نہیں ہو جاتا، ایک یوٹیوب چینل سے یہ سارے کام لیے جائیں، اور چینل بن جانے کے بعد بھی یوٹیوب چینل کو برقرار رکھا جائے۔

✽ انجمن ان دونوں چینلوں سے دینی اور دنیاوی موضوعات پر آن لائن کانفرنس کروائے، جس میں خطابت کی ذمہ داری دین کے سچے رہبر وہ نما کو دی جائے؛ تاکہ مسلمان جھولا چھاپ مقررین کے عذاب سے بچ کر صحیح دینی و دنیاوی فکر حاصل کر سکیں۔ غیر ضروری جلسے جلوس کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے، اور جو پیسے بچیں انھیں نہایت دیانت داری کے ساتھ بیت المال کو دے دیا جائے۔

ان دونوں طرح کے چینلوں کا لنک اپنے ویب پیج اور ایپلی کیشن پر ضرور دیں۔

الیکٹرانک اخبار پلان:

✽ انجمن کی طرف سے انڈیا لیول پر ایک اخبار بھی نشر ہو۔

✽ اور جب تک اخبار کا کوئی انتظام نہیں ہو جاتا، انجمن ایک الیکٹرانک اخبار نکالے اسے ہمیشہ برقرار رکھے۔ آج کے زمانے میں ہمیں انٹرنیٹ کی طاقت کا اندازہ کر لینا چاہیے؛ جس میں لاگت بہت کم ہے اور فوائد بے شمار۔

ماہانہ وسالانہ میٹنگ پلان:

انجمن کے ممبران جو بھی کام کرتے جائیں، اس کا ریکارڈ رکھیں، اور کس علاقے میں کس چیز کی ضرورت ہے، اسے بھی اپنے فائل میں درج کریں۔ ہر مہینے انجمن کے ضلعی ممبران کی میٹنگ ہو، جس میں مسلمانوں کے مسائل پر گفتگو ہو اور آب تک جو کام ہو گیا ہے اس کی فائل اس میٹنگ میں ضلع صدر کے پاس جمع کر دیں۔

پھر انجمن کی ایک سالانہ میٹنگ، آل انڈیا پیمانے پر ہو، جس میں صرف ضلعی صدر براہ راست شرکت کریں اور دیگر ممبران آن لائن شرکت کریں۔ اس میٹنگ میں ممبران سے بارہ مہینے کے سارے ریکارڈ وصول کر لیے جائیں، اچھے نتائج پر ممبران کی سراہنا کی جائے، ہمت افزائی کے لیے کم سے کم ۱۱ ممبران کو ایوارڈ اور کیش انعام بھی دیا جائے؛ تاکہ سست ممبران کے کام میں پھرتی آئے۔ کسی سے کوئی کمی ہو تو اسے مناسب تنبیہ کی جائے؛ کیوں کہ جب تک ممبران سے باز پرس کی صورت نہیں بنے گی، کام میں بہتری نہیں آئے گی۔

جمع کیے گئے ریکارڈ میں خوب غور و فکر کی جائے، جس علاقے میں جو کمی نظر آئے اسے دور کرنے کی کوشش کی جائے اور ممبران کو نئے پروجیکٹ بھی دیے جائیں۔ ضروری نہیں کہ یہ میٹنگ ایک ہی دن میں ختم کر دی جائے، بلکہ کم سے کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے تک یہ میٹنگ چلے۔

انجمن کے دیگر فلاحی، رفاہی اور سماجی کام:

✿ انجمن کی طرف سے نادار اور غریب طلبہ کو اسکالرشپ دی جائے۔

✿ انجمن کی نگاہ، اُن مسلمان طلبہ پر بھی رہے جو دسویں اور بارہویں میں اعلیٰ نمبروں سے کامیاب ہوتے ہیں۔ انجمن ایسے طلبہ سے براہِ راست رابطہ کرے اور ان کی ہر طرح کی مدد کرنے کی کوشش کرے اور انھیں اعلیٰ تعلیم مثلاً: آئی اے ایس اور آئی پی ایس کے لیے ٹرین کرے۔

✿ انجمن غریب لڑکیوں کی شادی کرائے اور مناسب و ضروری جہیز کا بھی بندوبست کرے۔

✿ انجمن ایسے مسلمانوں کا بھی پتہ لگائے جو غریب اور مستحق ہونے کے باوجود کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے سے بھوکے سو جانے، بلکہ مر جانے کو ترجیح دیتے ہیں۔ پتہ لگانے کے بعد اُن کی امداد اس انداز میں کرے کہ دائیں ہاتھ سے دیں تو بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو۔ اس طرح کی امداد کا ریکارڈ اگر چہ رکھا جائے؛ مگر اسے نشر نہ کیا جائے۔

✿ انجمن، مسلمانوں کو یہ بھی بتائے کہ ایک جمہوری ملک میں اپنے حقوق حاصل کرنے کا طریقہ کیا ہے۔

✿ جتنا زیادہ ہو سکے انجمن کے بارے میں یہ ایڈوٹائز اور پراچار کیا جائے کہ

انجمن ہی مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور ان کی تعمیر و ترقی کا واحد ذریعہ ہے۔

✿ ہندوستان میں جتنی بھی خانقاہیں ہیں، اُن کے سجادہ نشین انجمن کے ممبر ہوں اور جس وقت وہ انجمن کا کام کریں، اس وقت اپنی خانقاہ کا کام اور پرچار نہ کریں۔

✿ فروعی مسائل میں اختلاف ہونے کے سبب جو دوریاں مسلمانوں میں ہو گئی ہیں، انجمن اسے دور کرنے کی پوری کوشش کرے۔

یہ سارے منصوبے اور پلان انجمن کے سامنے ہیں، انجمن کے ممبران جسے زیادہ ضروری سمجھیں، پہلے اسے پورا کریں۔ یہی ترتیب بعد میں بھی ملحوظ رکھیں۔





مولاعلى ريسرچ سينٽر

ڪا بنيادي مقصدي هه ڪه دنيا بھر ڪي لائبريريون سه
اسلاف ڪرام ڪي ايسي ڪتابين حاصل ڪي جائين جواب تڪ شائع نهين
هونين ياشائع تو هونين مگر اب ناياب هو چڪي هين۔ اُن ڪتابون ٻر از سر نو
جديد انداز مين ڪام ڪيا جائه۔ اگروه ڪتابين عربي يافارسي زبان مين هون،
تو اردو، هندي اور انگلش تينون زبانون مين اُن ڪا آسان ترجمه ڪيا جائه۔
عربي اور فارسي متن ڪي تحقيق ڪي جائه، مشڪل ڪتابون ڪي تسهيل ڪي
جائے اور اُن ڪي اشاعت ڪروا ڪر انھين دنيا بھر ڪي لائبريريون، اهل
علم، محققين، اسڪالرز اور عوام تڪ پهنچايا جائه۔

Maula Ali Research Centre aims to acquire old Islamic manuscripts (Interpretations, Commentaries, Exegesis, etc.) of our ancestors from libraries across the world which have not been published; if published, they are no longer accessible, etc. and work upon its publication according to modern standards by carrying out research on the Arabic and Persian scripts, referencing, easy translation into multiple languages, mainly English, Hindi and Urdu, and lastly, printing and distributing it amongst the scholars, research experts, intellectuals and the entire Muslim Ummah.

**MAULA ALI RESEARCH CENTRE
MINARA MASJID, MUMBAI**

WWW.MINARAMASJID.COM

